Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Islamic Economic Principles and Modern Economic Principles: A Comparative Study

اسلامی معاشی اصول اور جدید معاشی نظام: ایک تقابلی مطالعہ

Authors Details
1. **Hafsa Ghufran**
MPhil Scholar, Department of Islamiyat, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan.
2. Muhammad Saad (Corresponding Author)
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, Peshawar, Pakistan.
Email: muhammadsaadq1995@gmail.com
3. Dr. Naseem Akhter
Associate Professor, Department of Islamiyat, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar, Pakistan.

Citation
Ghufran, Hafsa, Muhammad Saad, and Dr. Naseem Akhter." Islamic Economic Principles and Modern Economic Principles: A Comparative Study."*Al-Marjān Research Journal* 3,no.1, Jan-Mar (2025): 555–567.

Submission Timeline
Received: Jan 08, 2025
Revised: Jan 20, 2025
Accepted: Feb 07, 2025
Published Online: Feb 21, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

Islamic Economic Principles and Modern Economic Principles: A Comparative Study

اسلامی معاشی اصول اور جدید معاشی نظام: ایک تقابلی مطالعہ

☆حفصہ غفران ☆محمد سعد ☆ڈاکٹر نسیم اختر

Abstract

This research presents a comparative study between Islamic economic principles and modern economic systems, particularly Capitalism and Socialism. Islamic economics is rooted in divine guidance, prioritizing justice, equality, and social welfare. It emphasizes the ethical use of wealth, prohibits interest (riba), and discourages exploitation, aiming to establish an interest-free and morally responsible economic structure. The system promotes wealth circulation, fair trade, and the protection of both individual and collective rights. In contrast, modern economic systems, such as Capitalism, are based on private ownership, market freedom, and profit maximization, often resulting in social inequalities, concentration of wealth, and a competitive environment that may neglect the underprivileged. Socialism, while aiming for economic equality through state ownership and distribution, may suppress individual freedom and initiative. This study highlights how Islamic economics offers a balanced approach that integrates material and spiritual dimensions, while modern systems tend to separate economics from ethical values. The paper further evaluates the effectiveness of each system in addressing issues of poverty, economic justice, and equitable distribution of resources. Through analytical comparison, the study concludes that Islamic economic principles provide a sustainable and humane alternative that prioritizes collective welfare over individual greed, thus offering viable solutions to the imbalances faced by modern economies.

Keywords: Islamic Economics, Capitalism, Socialism, Economic Justice, Interest-Free Economy

تعارف موضوع

اسلامی معاشی نظام، ایک الٰہی ہدایت پر مبنی جامع نظام ہے جو عدل، مساوات، اور فلاحِ انسانیت پر مبنی ہے۔ اس نظام میں سود، استحصال اور ذخیرہ اندوزی جیسے غیر اخلاقی عوامل کی ممانعت کی گئی ہے تاکہ دولت کا منصفانہ اور متوازن نظام قائم ہو۔ دوسری طرف جدید معاشی نظام، جیسے کہ سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) اور اشتراکی نظام(Socialism) ، مختلف بنیادوں پر قائم ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام انفرادی ملکیت، منافع کے حصول اور آزاد منڈی کے اصولوں پر مبنی ہے، جس سے طبقاتی تفاوت اور معاشرتی ناہمواری پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ اشتراکی نظام میں ریاستی ملکیت، مساوی دولت کی تقسیم اور انفرادی آزادیوں کی حد بندی کی جاتی ہے۔ موجودہ تحقیق کا مقصد ان معاشی نظاموں کا تقابلی مطالعہ کرنا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ کون سا نظام انسانی فلاح، معاشی عدل، اور معاشرتی توازن کے قیام میں زیادہ مؤثر ہے۔ اس مطالعہ میں اسلامی اصولوں کی

☆ ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، شہید بینظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی، پشاور، پاکستان۔
☆ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامک سٹڈیز، قرطبہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور، پاکستان۔
☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، شہید بینظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی، پشاور، پاکستان۔

جامعیت اور توازن پر روشنی ڈالی گئی ہے اور جدید نظاموں کی خامیوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ اس تحقیق کے ذریعے ایک ایسا معاشی ماڈل پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو روحانیت اور مادی ضروریات کے درمیان توازن قائم کرے۔

اقتصاد کے معنی: عربی لغت میں قصد اور اقتصاد میانہ روی اور اچھے چلن کا نام ہے، لیکن اصطلاحی لحاظ سے انسان کی ضروریات اور احتیاجات کو پورا کرنے کے لیے محنت و سعی اور تعاون واشتراک سے ذرائع پیداوار تلاش کرنے اور مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کا نام ہے۔[1]

علم معاشیات کی تعریف: علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ معاشیات کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"معاش رزق ڈھونڈنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کا نام ہے"۔[2]

الحریری نے المعاش کی تعریف یوں کی ہے:

"معاش سے مراد یہ ہے کہ انسان تجارت، زراعت اور صنعت کے ذریعے اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرے"۔[3]

المبحث الاول: اسلامی نظام معیشت کے ماخذ اور بنیادی اصول

1.1 اسلامی نظام معیشت

اسلام میں زندگی کے تمام شعبوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے، اس لئے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر اسلامی معاشیات کی تعریف کی جاتی ہے۔ میرے نزدیک اسلام کی روسے علم معاشیات کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے:

"علم معاشیات زندگی کا وہ مالی شعبہ ہے جو قرآن اور حدیث کی ہدایت کے مطابق فلاح و بہبود انسانی کیلئے منضبط ہوتا ہے"۔[4]

1.2 اسلامی معاشیات کے ماخذ:

اسلامی معاشیات میں انسان کے معاشی طرز عمل کا احکام الٰہی کی روشنی میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔ ان احکام الٰہی کو معلوم کرنے کے ذرائع ہی اسلامی معاشیات کے مصادر و ماخذ ہیں۔

یہ ماخذ مندرجہ ذیل ہیں:

قرآن: قرآن احکام الٰہی کو معلوم کرنے کا بنیادی ماخذ ہے۔ ارشاد ہے: "وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ ٱلْكِتَابَ تِبْيَاناً لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ"[5]۔ قرآن میں صرف دولت، اکتساب دولت، تبادلہ اور تقسیم دولت کے متعلق بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں جن کو مدنظر رکھ کر ماہرین معاشیات، معاشی زندگی کے ہر شعبہ کے بارے میں تفصیلی نقشہ کارطے کر سکتے ہیں۔

حدیث: قرآن کے بعد تعلیمات الٰہی کو معلوم کرنے کا دوسرا بنیادی ماخذ حدیث ہے، جس کی دلیل قرآن میں ہے: "وَمَآ آتَاكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُواْ"[6]۔ سیرت کی روشنی میں معاشی مسائل سے متعلق موضوعات کو احادیث کی کتابوں (صحیحین، سنن وغیرہ) میں منضبط اور محفوظ کیا گیا ہے، جن سے ماہرین معاشیات استفادہ کرتے ہیں۔[7]

---

[1] Chīma, Ghulām Rasūl, *Islām kā Ma'āshī Niẓām* (Lāhawr: 'Ilm-o-'Irfān Publishers, 1400 AH/1980), 14.
[2] Ibn Khaldūn, 'Abdur Raḥmān, *Muqaddimah Ibn Khaldūn* (Lāhawr: Nafīs Academy, 1400 AH/1980), 2:212.
[3] Rafīq Aḥmad, "The Origin of Economics and the Muslim—A Preliminary Study," *Pakistan Economic and Social Review* 7, no. 1 (1390 AH/1969), 40.
[4] Chīma, Ghulām Rasūl, *Islām kā Ma'āshī Niẓām*, 19.
[5] *An-Naḥl*, 16:89.
[6] *Al-Ḥashr*, 59:7.

اجماع: اجماع میں مختلف امور سے متعلق بحث کی جاتی ہے، جیسے دینی مسائل، ملکی سیاست اور اقتصادی امور وغیرہ۔ پھر ان کا حل مجلس شوریٰ میں، قرآن وحدیث کی روشنی میں نکال کر کسی منطقی فیصلے پر پہنچ کر پیش کیا جاتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَشَاوِرْهُمْ فِي ٱلْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ''[8]۔ یہی وجہ ہے کہ اجماع کو تیسرا ماخذ تسلیم کیا جاتا ہے۔

قیاس: قرآن، حدیث اور اجماع کے بعد چوتھا درجہ قیاس کا ہے۔ اسلامی اصطلاح میں جب دو مسئلوں کے درمیان ایک ہی علت پائی جائے تو نئے مسئلے کا حکم، سابق مسئلہ کے حکم کے مطابق لاگو کیا جاتا ہے[9]۔ جیسے سود کو اللہ نے قرآن میں ''وَأَحَلَّ ٱللَّهُ ٱلْبَيْعَ وَحَرَّمَ ٱلرِّبَا''[10] فرما کر حرام کیا، تو جدید دور میں کریڈٹ کارڈ یا بینک قرض جو سود پر مبنی ہو، وہ بھی اسی سود کی علت کی وجہ سے حرام ہوں گے۔

ان بنیادی ماخذ کے علاوہ کچھ ثانوی ماخذ ہیں جیسے اجتہاد، استحسان، عرف، مصلحت اور مصالح مرسلہ۔ جو قرآن و سنت، اجماع وقیاس کے بعد کسی معاشی مسئلے کے حل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ یہ تمام ماخذ، اسلامی معیشت کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق قابل عمل بناتے ہیں۔

1.3 اسلامی نظام معیشت کے بنیادی اصول

اسلامی معیشت ایک ایسا نظام ہے جو عدل، مساوات، حلال کمائی اور فلاح انسانیت پر مبنی ہے۔ اس نظام کا مقصد صرف دولت کا جمع کرنا نہیں بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم، معاشرتی فلاح اور ربانی ہدایت کے مطابق معیشت کو منظم کرنا ہے۔

اسلامی نظام معیشت کے چند رہنما اصول حسب ذیل ہیں:

اصول حلال وحرام:

حلت وحرمت کے متعلق قرآن وحدیث میں واضح احکامات بیان کئے گئے ہیں، یہی اسلامی معیشت کا بنیادی اصول ہے۔ قرآن میں حلال کمانے کی ترغیب اور حرام طریقوں سے منع کیا گیا ہے۔ جو آیات حلال طریقوں سے کمانے کی ترغیب دیتی ہے ان میں چند درجہ ذیل ہیں:

"يَأَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ كُلُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ"[11]

ترجمہ: اے ایمان والوں! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے آپ کو عطاء کیں ان میں کھاؤ۔

"يَأَيُّهَا ٱلنَّاسُ كُلُواْ مِمَّا فِي ٱلْأَرْضِ حَلاَلاً طَيِّباً وَلاَ تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ ٱلشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ"[12]

اے لوگوں! کھاؤ جو چیزیں زمین میں حلال وپاک ہیں اور شیطان کے طریقوں کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

"وَكُلُواْ مِمَّا رَزَقَكُمُ ٱللَّهُ حَلاَلاً طَيِّباً وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِيَ أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ"[13]

ترجمہ: اور کھاؤ ان میں سے جو اللہ نے تمہیں بخشی ہیں حلال اور پاکیزہ اور اس اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

[7] Ṣiddīqī, Muḥammad Na'īm, *Islām aur Jadīd Ma'āshī Taṣawwurāt* (Lāhawr: Maktaba Dāniyāl, 1400 AH/1980), 31–32.
[8] *Āl 'Imrān*, 3:159.
[9] Chīma, Ghulām Rasūl, *Islām kā Ma'āshī Niẓām*, 95.
[10] *Al-Baqara*, 2:275.
[11] *Al-Baqara*, 2:172.
[12] *Al-Baqara*, 2:168.
[13] *Al-Mā'ida*, 5:88.

اسی طرح قرآن کی کئی آیتوں میں حرام طریقوں سے کمانے سے منع کیا گیا ہے، ذیل میں ان میں چند آیات بیان کی جاتی ہیں:

”یَا أَیُّهَا ٱلَّذِینَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُوۤاْ أَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِٱلْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلاَ تَقْتُلُوۤاْ أَنْفُسَكُمْ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيماً“[14]

ترجمہ: اے ایمان والو آپس میں باطل طریقے سے اپنے اموال نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے تجارت ہو اور ایک دوسرے کو قتل نہ کرو بے شک اللہ تم پر بڑا مہربان ہے۔

”وَلاَ تَأْكُلُوۤاْ أَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِٱلْبَاطِلِ وَتُدْلُواْ بِهَا إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُواْ فَرِيقاً مِّنْ أَمْوَالِ ٱلنَّاسِ بِٱلإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ“[15]

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ اور نہ ان کو حکام کے سامنے پیش کرو تاکہ جانتے بوجھتے لوگوں کے مال گناہ کے ساتھ کھا جاؤ۔

اس کے علاوہ امانت میں خیانت کرنے (البقرہ:283)، چوری کا مال (المائدہ:38)، یتیم کا مال کھانے (النسآء:10)، ناپ تول میں کمی کرنے (المطففین:1-3)، شراب وجوا کھیلنے (المائدہ:90) اور سود (البقرہ:275) وغیرہ سے منع کیا گیا ہے۔[16]

اصول زکوۃ، صدقات اور انفاق: اجتماعی فلاح وبہبود کے لئے اسلام نے زکوٰۃ کا نظام قائم کیا ہے تاکہ مال کسی ایک کے ہاتھ میں مرکوز ہو کر نہ رہے بلکہ معاشرے میں گردش کرتا رہے۔ زکوٰۃ صاحب نصاب پر ایک سال مکمل ہونے کے بعد فرض ہو جاتا ہے، جو وہ اپنے مال سے اداء کرکے زکوٰۃ کے مستحقین میں تقسیم کرتا ہے[17]۔ جن کا ذکر قرآن میں ہے:

”إِنَّمَا ٱلصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَٱلْمَسَاكِينِ وَٱلْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَٱلْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي ٱلرِّقَابِ وَٱلْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱبْنِ ٱلسَّبِيلِ“[18]

ترجمہ: بیشک زکوٰۃ مفلسوں، محتاجوں، زکوٰۃ کے کام پر جانے والوں، تالیف کئے جانے والے دلوں، گردنوں کو چھڑانے، قرض داروں، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور مسافروں کے لئے ہے۔

صدقات نافلہ اور صدقات واجبہ کے ذریعے بھی اسلام نے معاشی تحفظ فراہم کیا ہے اور صدقات کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ جن کی مثالیں احادیث سے اور نبی ﷺ کے اسوہ حسنہ سے معلوم ہوتی ہیں، جیسے کبھی نبی ﷺ نے سوال کرنے والے کو نہیں روکا[19]۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کو قابل رشک قرار دیا[20]۔ ایک اور مقام پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ یَبْلُغُ بِهِ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ: قَالَ اللهُ تبارك وتعالى: ” یَا ابْنَ آدَمَ، أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَمِينُ اللهِ مَلْأَى“[21].

---

[14] *An-Nisā'*, 4:29.
[15] *Al-Baqara*, 2:188.
[16] Ṣiddīqī, Muḥammad Na'īm, *Islām aur Jadīd Ma'āshī Taṣawwurāt*, 205–209.
[17] Mawdūdī, Abū al-A'lā, *Ma'āshiyat-e-Islām* (Lāhawr: Islamic Publications, 1400 AH/1980), 107–108.
[18] *At-Tawba*, 9:60.
[19] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Jāmi' aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Riyāḍ: Dār as-Salām Publishers, 1428 AH/2007), Ḥadīth no. 6034.
[20] Al-Bukhārī, *Al-Jāmi' aṣ-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Ḥadīth no. 73.
[21] Al-Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Riyāḍ: Dār as-Salām Publishers, 1428 AH/2007), Kitāb az-Zakāt, "Bāb al-Ḥathth 'alā an-Nafaqa,"Ḥadīth no. 993.

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ نے فرمایا ہے: اے آدم کے بیٹے تو خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا دایاں ہاتھ خوب بھرا ہوا ہے۔

اسی طرح انفاق فی سبیل اللہ کو قرآن میں مؤمنوں کی پہچان قرار دیا گیا ہے، سورۃ البقرہ میں "وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ"[22] میں اسی کی طرف اشارہ ہے کہ ہم انہیں جو بھی عطاء کرتے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں"۔ مفسرین نے انفاق کے لفظ کو عام قرار دیا ہے اس لئے اس میں صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کے ساتھ اپنے اہل وعیال پر صحیح نیت سے خرچ کرنا بھی شامل ہے جو باعث اجر وثواب ہے۔[23]

اصول تعاون وشرکت:

معیشت کا نظم قرآن کی تعلیمات کے مطابق تعاون کے اصول پر ہونا چاہیے۔ جیسے قرآن میں ارشاد فرما کر اس اصول کو واضح کیا گیا:

"وَتَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلْبِرِّ وَٱلتَّقْوَىٰ وَلاَ تَعَاوَنُواْ عَلَى ٱلإِثْمِ وَٱلْعُدْوَانِ"[24]

ترجمہ: یعنی نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ، ظلم اور زیادتی میں مدد نہ کرو۔

اس کے ساتھ ہی ایسے اموال سے منع کیا گیا ہے جس پر کسی کی رضامندی نہ ہو:

"وَلاَ تَأْكُلُوٓاْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِٱلْبَاطِلِ"[25]

ترجمہ: اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو۔

تعاون کی اہمیت کو اجاگر کر کے اس وقت تک تجارتی معاہدہ کو ناقابل عمل قرار دیا جب تک دونوں کی رضامندی شامل نہ ہو:

"يَا أَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُوٓاْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِٱلْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنْكُمْ"[26]

ترجمہ: اے ایمان والوں اپنے آپس کے مال ناجائز طریقے سے نا کھایا کرو مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے خرید و فروخت ہو۔[27]

اسلام افراد کو نجی ملکیت کا حق ضرور دیتا ہے لیکن یہ کسی بھی صورت میں مطلق نہیں ہوتا بلکہ پوری جماعت کا اس پر حق ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے:

"وَفِيٓ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَٱلْمَحْرُومِ"[28]

ترجمہ: اور ان کے مال میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کا حق ہے۔

یعنی افراد کے مال میں سوال کرنے والے اور نہ کرنے والے (سفید پوش) دونوں کا حق ہے کہ وہ ان کو اپنے مال میں شریک کرے، مطلب ان کو صدقہ دے کر ان کا حق بھی ادا کرے۔[29]

سود اور ارتکاز دولت کی ممانعت:

---

[22] *Al-Baqara*, 2:3.
[23] Iṣlāḥī, ‘Abdul ‘Aẓīm, and Awṣāf Aḥmad, *Ma‘āshī Masā’il aur Qur’ānī Malūmāt* (Alīgaṛh: Idāra ‘Ulūm al-Qur’ān, 1400 AH/1980), 21.
[24] *Al-Mā’ida*, 5:2.
[25] *Al-Baqara*, 2:188.
[26] *An-Nisā’*, 4:29.
[27] Iṣlāḥī, ‘Abdul ‘Aẓīm, and Awṣāf Aḥmad, *Ma‘āshī Masā’il aur Qur’ānī Ta‘līmāt* (Alīgaṛh: Idāra ‘Ulūm al-Qur’ān, 1400 AH/1980), 19.
[28] *Adh-Dhāriyāt*, 51:19.
[29] Iṣlāḥī, ‘Abdul ‘Aẓīm, and Awṣāf Aḥmad, *Ma‘āshī Masā’il aur Qur’ānī Ta‘līmāt*, 19–20.

وہ تجارتی معاملات جو سود کی بنیاد پر ہو، اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ سود کی حرمت قرآن سے ثابت ہے، ارشاد ہے:

"يَآ أَيُّهَا ٱلَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ ٱلرِّبَا أَضْعَافاً مُّضَاعَفَةً وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ"[30]

ترجمہ: اے ایمان والوں سود کو دوگنا چوگنا کر کے مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم آخرت میں نجات پا سکو۔

اللہ تعالیٰ نے سودی معاملات کرنے والے کے ساتھ اعلان جنگ فرمایا ہے (البقرۃ: 275,276)، لہٰذا لین دین کی ہر وہ صورت ناجائز ہے جس میں ربا کا عنصر پایا جائے۔[31]

سود کے ساتھ اسلام ارتکاز دولت سے بھی منع کرتا ہے اور ایک ایسا نظام مہیا کرتا ہے جس میں دولت کی تقسیم منصفانہ ہو اور دولت پورے معاشرے میں گردش کرے، اللہ فرماتے ہیں:

"كَيْ لاَ يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ ٱلأَغْنِيَآءِ مِنكُمْ"[32]

ترجمہ: ایسا نہ ہو کہ یہ (مال و دولت) تمہارے ثروت مندوں ہی میں گردش کرتا رہے۔

اسلام میں ارتکاز دولت کے انسداد کے لئے کئی اہم اقدامات کئے گئے ہیں جیسے وجوبی اقدامات (زکوۃ، مال غنیمت، ٹیکس، میراث)، امتناعی اقدامات (سود، احتکار، سٹہ بازی کی ممانعت) اور اختیاری اقدامات (انفاق، العفو، وصیت، کفارہ، قرض)، یہی اقدامات نہ صرف دولت کے ارتکاز کو روکتی ہے بلکہ معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتی ہے۔[33]

اصول اعتدال اور معاشی عدل: اعتدال (میانہ روی) سے مراد حلال طریقے سے کمانا، حدود میں رہ کر خرچ کرنا اور دوسروں کا حق پہچاننا۔ سورۃ الفرقان میں اس اصول کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"وَٱلَّذِينَ إِذَآ أَنفَقُواْ لَمْ يُسْرِفُواْ وَلَمْ يَقْتُرُواْ وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَاماً ﴿٦٧﴾ وَٱلَّذِينَ لاَ يَدْعُونَ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهَا آخَرَ وَلاَ يَقْتُلُونَ ٱلنَّفْسَ ٱلَّتِي حَرَّمَ ٱللَّهُ إِلاَّ بِٱلْحَقِّ وَلاَ يَزْنُونَ وَمَن يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَاماً"[34]

ترجمہ: جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان ہوتا ہے۔ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا۔[35]

قرآن نے معیشت کا جو نظام پیش کیا ہے وہ عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے: "وَلاَ تَأْكُلُوۤاْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِٱلْبَاطِلِ وَتُدْلُواْ بِهَا إِلَى ٱلْحُكَّامِ لِتَأْكُلُواْ فَرِيقاً مِّنْ أَمْوَالِ ٱلنَّاسِ بِٱلإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ"[36]۔ معاشی عدل کے لحاظ سے شریعت نے مختلف امور میں احتیاط برتنے کی تعلیم دی ہے جیسے یتیموں کے اموال نہ کھانا، کم تولنا، اسراف و تبذیر سے بچنا، ارتکاز دولت کی ممانعت۔ اسلامی نظام معیشت کا یہ پہلو، نہ صرف معاشرے کو تباہ کاریوں سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ معاشرے کو ترقی کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔[37]

---

[30] *Āl ʻImrān*, 3:130.
[31] Ṣiddīqī, Muḥammad Naʻīm, *Islām aur Jadīd Maʻāshī Taṣawwurāt*, 563–564.
[32] *Al-Ḥashr*, 59:7.
[33] Ṣiddīqī, Muḥammad Naʻīm, *Islām aur Jadīd Maʻāshī Taṣawwurāt*, 397–428.
[34] *Al-Furqān*, 25:67–68.
[35] Mawdūdī, Abū al-Aʻlā, *Maʻāshiyat-e-Islām*, 147.
[36] *Al-Baqara*, 2:188.
[37] ʻAbdul Ḥamīd, *Islām kā Taṣawwur-e-ʻAdl* (Lāhawr: Monthly International Tarjuman-ul-Qur'an, 1437 AH/2016), 61–62.

المبحث الثانی: جدید معاشی نظریات

جدید معاشی اصول دراصل ان نظریات وبنیادوں پر مشتمل ہیں جن پر آج کی دنیا کے مختلف معاشی نظام قائم ہیں۔ان میں دو بڑے نظام: سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام نمایاں ہیں۔

2.1 سرمایہ دارانہ نظام معیشت

جب یورپ میں صنعتی انقلاب برپا ہوا تو وہاں کے سرمایہ داروں نے ایک نظام قائم کیا جسے اردو میں "سرمایہ دارانہ نظام"، عربی میں "راس المالیہ" اور انگریزی میں "کیپٹل ازم" کے نام سے موسوم کیا گیا۔اس نظام کی بنیاد آزاد معیشت پر ہے جس میں مذہب، اخلاقیات، انسانیت کی فلاح وبہبود اور ہمدردی کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔[38]

یہ نظام بنیادی طور پر سود پر قائم ہے کیونکہ اس نظام کا اصل مقصد زیادہ سے زیادہ دولت حاصل کرنا ہے، اس کے برعکس مزدور کی کوئی قدر نہیں، انہیں جتنا ممکن ہو کم سے کم منافع دیا جاتا ہے۔[39]

انسائیکلوپیڈیا آف امریکانو میں سرمایہ دارانہ نظام کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

> "سرمایہ دارانہ معیشت، معاشی نظام کی ایک ایسی قسم ہے جس میں سرمایہ نجی ملکیت میں ہوتا ہے اور سرمایہ کار اپنے اقتصادی کاروبار کی بدولت حصول منافع کی خاطر اسے جس طرح چاہیں استعمال میں لانے کے لئے آزاد ہوتے ہیں"۔[40]

سرمایہ دارانہ نظام کے اصول:

سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ نجی ملکیت ہوتا ہے اور سرمایہ کار اسے اپنی خواہش کے مطابق آزادی سے استعمال کرتا ہے۔اس معاشی نظام کے بنیادی اصول درجہ ذیل ہیں:

آزادی: اس نظام میں ہر فرد مکمل طور پر آزاد ہوتا ہے۔وہ اپنی ذہنی صلاحیت اور اپنی مہارت کے مطابق جس بھی شعبے میں جانا چاہے تو اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہوتی۔اسے تجارت کرنے میں اور روزی کمانے میں مکمل آزادی حاصل ہوتی ہے۔

نجی ملکیت کا حق: تمام شہریوں کو نجی ملکیت کا حق ہوتا ہے، وہ جس طرح سے بھی اپنی جائیداد وغیرہ بنانا چاہے تو ان پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی اور نہ ہی سرکاری مداخلت ہوتی ہے۔تاہم بعض اوقات مفاد عامہ کی خاطر حکومت وقت کے ساتھ ساتھ قوانین جاری کرتی رہتی ہے۔

قیمتوں کی میکانیت: یہ اصول سرمایہ دارانہ نظام میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے، جس کے تحت اشیاء کی مقدار کے مطابق اس کی قیمت کا تعین کیا جاتا ہے اور یہی کاروبار چلانے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کا سبب ہے۔

مقابلہ کی فضاء: اس نظام معیشت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا عنصر نمایاں ہے۔کارخانہ دار، تاجر، عاملین پیدائش غرض ہر شعبہ میں مقابلہ کیا جاتا ہے تاکہ ذرائع پیداوار کے استعمال کا بہترین حل ڈھونڈا جاسکے، جس سے قیمتیں متوازن اور اشیاء کا معیار بہتر ہوتا ہے۔

---

[38] Qurayshī, Muḥammad Ḥusayn, *Islāmī Ma'āshiyat* (Peshāwar: Al-'Ilm Publishing Services, 1400 AH/1980), 28.
[39] Chīma, Ghulām Rasūl, *Islām kā Ma'āshī Niẓām aur Ma'āshī Naẓriyāt* (Lāhawr: Ilm-o-'Irfān Publishers, 1400 AH/1980), 10–11.
[40] Calhoun, Craig, *The Dictionary of Social Sciences* (Oxford: Oxford University Press, 1443 AH/2022), 57.

ناظم کی اہمیت اور عدم سرکاری مداخلت: ناظم کا بنیادی اور اولین مقصد منافع حاصل کرنا ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ عاملین پیدائش کی خدمات لینا، کارخانہ چلانا، نقصان کو برداشت کرنا اور نقصان کو ٹالنے کی تدبیر کرنا ناظم ہی کرتا ہے، جس سے ناظم کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ چونکہ سارا نظام، ناظم کے ہاتھوں میں ہوتا ہے اس لیے حکومت بہت کم مداخلت کرتی ہے۔ اگرچہ موجودہ دور میں گورنمنٹ اپنے مفاد کی خاطر کچھ قوانین اور پابندیاں لگا رہا ہے لیکن اس کے باوجود حکومت بہت زیادہ دخل نہیں دیتا۔[41]

سرمایہ دارانہ جذبہ اور سود: سرمایہ دارانہ نظام کے تحت جو سودی کاروبار وسیع ہوا ہے اس کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ سود کو زندگی کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے یہاں تک کہ سرمایہ دار ملکوں میں کسی محتاج کو چند سو روپے بھی بلا سود قرض میں نہیں دیئے جاتے۔[42]

2.2 اشتراکی نظام معیشت

جب سرمایہ دارانہ نظام میں ظلم وستم اور طبقاتی تفاوت حد سے بڑھ گیا تو اشتراکی نظام نے جنم لیا۔ اس نظام معیشت کو اردو میں "اشتراکی نظام"، عربی میں "الاشتراکیہ" اور انگریزی میں "سوشل ازم" کہا جاتا ہے[43]۔ اس نظام کو کارل مارکس نے متعارف کروایا تھا۔ مارکس اور اس کے ساتھیوں نے اس نظام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے، البتہ 1917ء میں روس میں اشتراکیت کا انقلاب برپا ہوا اور بیسویں صدی کے آخر تک چلتا رہا مگر 1991ء میں سویت یونین کے خاتمے کے ساتھ ہی اس نظام کو بھی زوال کا سامنا کرنا پڑا[44]۔

اشتراکیت کی تعریف: انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا میں اشتراکیت کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:۔

> "سوشل ازم بنیادی طور پر ایک ایسا نظریہ یا تحریک ہے جس کا نصب العین عمومی حق ملکیت کی بدولت پیداواری وسائل اور تبادلہ دولت کو اجتماعی کنٹرول میں لیتے ہوئے قوم کو اجتماعی طور پر اس طرح منظم کرنا ہے کہ عام لوگوں کے مفادات کا تحفظ ممکن ہو سکے"۔[45]

اشتراکیت کے اصول: اشتراکی نظام میں سرمایہ اجتماعی ملکیت ہوتا ہے، حکومت منصوبہ بندی کرتی ہے، عوام کے مفاد کو دیکھ کر فیصلے کرتا ہے اور مفاد عامہ کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ یہ نظام درجہ ذیل بنیادی اصولوں پر مشتمل ہے:

سماجی ملکیت: اشتراکی معیشت میں نجی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ تمام ذرائع پیداوار پر پورے سماج کا حق ہوتا ہے۔ اس نظام میں سارا انتظام حکومت کے ہاتھوں میں ہوتا ہے، اس لئے وسائل کی پیداوار حکومت کے زیر نگرانی ہوتی ہے۔ جیسے کارخانے، کھیت اور پیداوار حکومت ہی کنٹرول کرتی ہے اور کوئی فرد اکیلا ذرائع پیداوار کا مالک نہیں بن سکتا۔

سماجی فلاح کے لئے پیداوار: سرمایہ دارانہ نظام کے برعکس اس نظام میں منافع حاصل کرنے کی بجائے سماجی فلاح یعنی مفاد عامہ کو فروغ دیا جاتا ہے۔ اس نظام میں ان ہی اشیاء کی پیداوار پر زور دیا جاتا ہے جو انفرادی منافع کی بجائے سماجی نقطہ نظر سے ضروری ہو تاکہ ان کا فائدہ پورے سماج کو ہو۔

[41] Ṣiddīqī, Muḥammad Naʿīm, *Islām aur Jadīd Maʿāshī Taṣawwurāt*, 88–89.
[42] Afghānī, Shams al-Ḥaq, *Sarmāyadārānah aur Ishtirākī Niẓām kā Islāmī Maʿāshī Niẓām se Muwāzana* (Kohāt: Idāra al-Buḥūth wa ad-Daʿwa al-Islāmiyya, 1400 AH/1980), 21.
[43] Qurayshī, Muḥammad Ḥusayn, *Islāmī Maʿāshiyat*, 33.
[44] Ṣiddīqī, Muḥammad Naʿīm, *Islām aur Jadīd Maʿāshī Taṣawwurāt*, 95.
[45] Ṣiddīqī, *Islām aur Jadīd Maʿāshī Taṣawwurāt*, 98.

مرکزی معاشی منصوبہ بندی: اشتراکی نظام میں معاشی منصوبہ بندی کے لئے ایک مرکزی منصوبہ بندی کمیشن تشکیل دی جاتی ہے جو ملک کی ترقی اور خوشحالی کو مد نظر رکھ کر منصوبہ بندی کرتی ہے۔ یہ منصوبے ایک خاص مدت کے لئے تیار ہوتے ہیں، جن کے تحت اشتراکی ریاست کی معاشی زندگی میں ترتیب اور نظم وضبط پیدا کیا جاتا ہے۔[46]

معاشی مساوات: یہ نظام اولین ترجیح مفاد عامہ کو دیتی ہے، اس لئے ریاست ان لوگوں کو جو کام کرنے کے قابل ہوا نہیں روزگار فراہم کرتا ہے، جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ دولت کسی خاص طبقے میں مرکوز نہیں رہتی بلکہ گردش کرتی ہے، جس سے بڑی حد تک غربت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اس طرح اشتراکی معاشرے میں معاشی مساوات قائم ہوتے ہیں۔ چونکہ اس نظام میں ہر شخص کو روزگار فراہم کیا جاتا ہے اس لئے وہ اپنی آمدنی کے ذریعے اپنے خاندان کی کفالت کرتا ہے اور جو لوگ کسی مجبوری کی وجہ سے روزی نہیں کما سکتے، حکومت ان کا ذمہ لے کر ان کی کفالت کرتی ہے۔[47]

اشتراکی معیشت میں انفرادی آزادی: سرمایہ دارانہ معیشت کی طرح اشتراکی نظام معیشت میں انفرادی آزادی نہیں ہوتی لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ فرد سے مکمل طور پر انفرادی آزادی یا انتخاب کی آزادی کا حق چھین لیا جاتا ہے بلکہ مطلق آزادی کی بجائے اسے محدود آزادی کا حق حاصل ہوتا ہے۔ "انتخاب کی آزادی" کے تحت صارفین کو یہ حق ہوتا ہے کہ اشیائے صرف میں کن اشیاء کا اور کتنی مقدار میں انتخاب کرے لیکن چیزوں کی پیداوار کا تعین منصوبے کے مقاصد کے مطابق ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ضرورت پڑنے پر اس کے حق کو سلب بھی کیا جاتا ہے جیسے جنگ کے زمانے میں خاص اشیاء کو مقررہ مقدار میں استعمال کرنا، جس میں وہ صَرف اور بچت کا حق بھی رکھتا ہے لیکن اس میں وہ مزید سرمایہ کاری نہیں کر سکتا۔ اس طرح یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اشتراکی معیشت میں انفرادی آزادی مطلق ہونے کی بجائے محدود ہوتی ہے۔[48]

المبحث الثالث: اسلامی نظام معیشت اور دیگر معاشی نظاموں کا موازنہ

3.1 اسلامی نظام معیشت اور دیگر معاشی نظاموں کا موازنہ:

اسلامی نظام معیشت اور جدید معاشی نظاموں (سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام) میں اصولی اور بنیادی فرق پایا جاتا ہے۔ جدید معاشی نظاموں میں انسان کے "معاشی مسئلہ" کو عام انسانی زندگی سے الگ کر کے اس کا مطالعہ و تجزیہ کے بعد اسے حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن اس کوشش کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی دینی چاہئے کیونکہ معاشی مسئلہ صرف نظری نہیں بلکہ عملی اور انسانی مسئلہ بھی ہوتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام انسان کے معاشی مسئلہ کو انفرادی اور اجتماعی دونوں تناظر میں رکھ کر اس کا مطالعہ کرتا ہے اور ایسے طریقے سے اس کو حل کرنے کی تدبیر کرتا ہے کہ اس سے نہ صرف درپیش معاشی مسائل اچھے طریقے سے حل ہو جاتے ہیں بلکہ وہ اجتماعی زندگی کے کسی پہلو پر برے اثرات بھی مرتب نہیں کرتا۔ اس اصولی اختلاف کے علاوہ بھی اسلامی معاشی نظام؛ اشتراکیت اور سرمایہ داری سے کئی پہلوؤں سے مختلف ہے، جن پر ذیل میں روشنی ڈالی جاتی ہے:

3.2 اسلام اور سرمایہ داری کا فرق:

اسلامی نظام معیشت اور سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں کئی پہلوؤں سے فرق پایا جاتا ہے، جس میں چند ایک یہ ہیں:

نجی ملکیت: کچھ لوگ صرف ظاہری طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام اور سرمایہ دارانہ نظام نجی ملکیت کے لحاظ سے ایک ہے لیکن ان میں واضح فرق ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں نجی ضرورت کی اشیاء اور ذرائع پیداوار پر افراد کی ذاتی ملکیت ہوتی ہے جو معاشی ناہمواریوں، دولت کی غیر منصفانہ

[46] Aḥmad, Awṣāf, *'Ilm-e-Ma'āshiyat aur Islāmī Ma'āshiyat* (New Delhi: IFA Publications, 1400 AH/1980), 74–75.
[47] Aḥmad, Awṣāf, *'Ilm-e-Ma'āshiyat aur Islāmī Ma'āshiyat*, 76–77.
[48] Aydān, *Kitāb al-'Ilm*, 79–80.

تقسیم اور امیر وغریب کے طبقاتی کشمکش جیسے مسائل کو جنم لیتی ہے۔ اسلام افراد کو نجی ملکیت کا حق ضرور دیتا ہے لیکن ذرائع آمدن کا حصول اور تصرف اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشاء کے مطابق ہوتی ہے، جس سے نہ صرف دولت کی منصفانہ تقسیم ہوتی ہے بلکہ معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔

سود: سرمایہ دارانہ نظام میں سود بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ سرمایہ پیدا کرنے کا دارومدار اسی پر ہے، یہی دولت بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ غریب لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر انہیں سود پر قرض دیا جاتا ہے جو ان سے منافع کے ساتھ وصول کیا جاتا ہے، جس سے غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتا ہے۔ جبکہ اسلامی نظام میں سود کو قطعی طور پر منع کیا جاتا ہے، جس سے معاشرے میں سود سے پیدا ہونے والے خرابیوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

تقسیم دولت: یہ نظام فطرتاً اکتناز و ارتکاز کا رجحان رکھتا ہے جو معاشی اجارہ داریوں کا سبب بنتی ہے۔ یہ اجارہ داریاں ملکی و بین الاقوامی سطح پر انسانوں کے معاشی استحصال کے منظم اداروں کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس نظام میں دولت منتقل کرنے کا واحد ذریعہ محصولات ہے، جو وسائل سے محروم طبقات کو منتقل کی جاتی ہے۔ لیکن اکثر سرمایہ دار محصولات سے بھی بچ نکلتے ہیں اور اس طرح ملک میں آمدنی کے تفاوت سے معیشت کی سستی اور ہر طرف بے روزگاری پھیل جاتی ہے۔ اس کے برعکس اسلام رزق کو حلال طریقوں سے کما کر ارتکاز دولت کے امکانات کو محدود کرتا ہے اور ایسے طریقوں سے منع کرتا ہے جو معاشی اجارہ داریوں کا سبب بنتی ہے۔ وہ افراد کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دیتا ہے اور زکوٰۃ، صدقات اور قانون وراثت کے منظم طریق کار کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم اور معاشرے میں دولت کی گردش کو یقینی بناتا ہے۔[49]

3.3 اسلام اور اشتراکی نظام کا فرق:

اسلامی نظام معیشت اور اشتراکی نظام میں مندرجہ ذیل فرق ہیں:

فکر ونظر کا فرق: اسلامی نظام معیشت اور اشتراکی نظام معیشت میں فکر و نظر کا بنیادی فرق یہ ہے کہ اشتراکی نظام مادیت پسند ہے، اس کے نزدیک مادی ضروریات کے لئے ہی انسان کو کوشش کرنی چاہیے، جبکہ اسلام مادی دنیا کے علاوہ آخرت کی دائمی زندگی کا بھی تصور دیتا ہے اور اسلام کے تجویز کردہ ضابطہ حیات میں دنیا اور آخرت دونوں کی صلاح وفلاح کا پروگرام موجود ہے۔

اجتماعی ملکیت: یہ نظام اجتماعی ملکیت کی بنیاد پر ہی وجود میں آیا، جس کے تحت سارا انتظام حکومت کے ہاتھوں میں ہوتا ہے اور افراد کا عمل دخل نہیں ہوتا۔ حکومت اگرچہ لوگوں کو بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرتا ہے لیکن اس کے لئے وہ فکر و عمل کی آزادی سے مکمل طور پر محروم ہو جاتا ہے۔ اسلامی نظریہ حیات میں انسان کو فکر و عمل کی آزادی ہوتی ہے، ان کے معاشی مسائل کے حل کے لئے ایسی تدابیر اختیار کی گئی ہے کہ جس سے انسان کی حریت فکر اور فطری آزادی کو فروغ دیا گیا ہے۔ اشتراکی نظام کے برعکس اسلام نجی ملکیت کا حق دیتا ہے لیکن ساتھ ہی کچھ پابندیاں بھی عائد کرتا ہے، جس کے نتیجے میں معاشرہ بحثیت مجموعی نجی ملکیت کے فوائد سے بہرہ ور ہو کر اجارہ داریوں اور استحصال کی لوٹ کھسوٹ سے محفوظ رہتا ہے۔

ذاتی منافع کا محرک: اشتراکی نظام میں پیداواری اہداف کو پہلے سے ہی معاشی منصوبہ بندی کے تحت مقرر کیا جاتا ہے۔ ذرائع پیداوار اور تمام کاروباری ادارے حکومت کے کنٹرول میں ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے افراد میں کام کی آمادگی کم ہوتی ہے اور وہ اپنے فائدے کے لئے کام کرنے کی بجائے حکومت کے دیئے گئے کام کرتا ہے۔ اسلامی نظام افراد کی فطرت کے مطابق اسے نجی ملکیت کا حق دیتا ہے، جس کی بنیاد پر وہ محنت کرکے

[49] ‘Abdul Ḥamīd, Muḥammad ‘Aẓmat, and Muḥammad Akram, *Islāmī Ma‘āshiyat* (Lāhawr: Ilmī Kutub Khāna, 1400 AH/1980), 110–111.

اپنی زندگی بہتر بنانے کی تگ و دو کرتا ہے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہے۔ یہ نظام افراد پر کسی قسم کا جبر نہیں کرتا لیکن اسے ایک حد میں رکھتا ہے تاکہ انسان کا لالچ اور اس کی خود غرضی معاشرے کو نقصان نہ پہنچائے۔[50]

خلاصۃ البحث:

اسلامی نظام معیشت عدل، مساوات اور فلاح عامہ پر مبنی ہے۔ اس میں ذاتی ملکیت کی اجازت ہے، لیکن دولت کے ارتکاز کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ سود کی ممانعت، زکوٰۃ، وراثت اور اخلاقی اصولوں کے ذریعے معیشت میں توازن اور انصاف قائم کیا جاتا ہے تاکہ انسانی فلاح کو یقینی بنایا جا سکے۔ سرمایہ دارانہ نظام فرد کی معاشی آزادی، ذاتی ملکیت اور منافع کے اصولوں پر قائم ہے۔ اس میں ریاستی مداخلت کم سے کم ہوتی ہے اور قیمتوں کا تعین مارکیٹ کی قوتوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ اگرچہ یہ نظام ترقی کا موقع دیتا ہے لیکن اس کے نتیجے میں طبقاتی تفریق، استحصال اور اخلاقی بحران بھی جنم لیتے ہیں۔ اشتراکی نظام تمام معاشی مسائل کو ریاست کی ملکیت میں رکھتا ہے اور مساوات کو اولین مقصد بناتا ہے۔ اس نظام میں انفرادی ملکیت کی نفی ہوتی ہے اور ہر فرد کو یکساں سہولتیں دی جاتی ہیں، مگر اس سے محنت کا جذبہ متاثر ہوتا ہے اور شخصی و مذہبی آزادی محدود ہو جاتی ہے۔

نتائج:

1) اسلامی معاشی نظام کی بدولت سماجی انصاف کا قیام ہوتا ہے جبکہ جدید معاشی نظام معاشرتی عدم مساوات کا سب سے بڑا سبب ہے۔
2) اسلامی معاشی نظام کی وجہ سے معاشی استحکام آتا ہے جبکہ جدید معاشی نظام میں معاشی استحکام کا قیام ممکن نہیں ہے۔
3) اسلامی معاشی نظام میں غریبوں کے لئے معاون نظام یعنی زکوٰۃ، صدقات وغیرہ ہیں جبکہ جدید معاشی نظام اس کے بالکل برعکس یعنی دولت کا ارتکاز ہے۔
4) اسلامی معاشی نظام سود سے پاک نظام ہے جس میں حقیقی معیشت کی ترقی ہے جبکہ جدید معاشی نظام، سودی نظام کی وجہ سے مالیاتی بحران کا شکار ہوتی ہے۔
5) اسلامی معاشی نظام کی بدولت اخلاقی اور روحانی اقدار کو فروغ ملتا ہے جبکہ جدید معاشی نظام اخلاقی زوال کا باعث بنتی ہے۔

تجاویز و سفارشات:

1) اسلامی بینکاری نظام کو فروغ دیا جائے۔
2) زکوٰۃ و صدقات کے نظام کو منظم و مؤثر بنایا جائے۔
3) اسلامی مالیاتی اداروں کو جدید ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ کیا جائے۔
4) اسلامی معیشت کی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔
5) بین الاقوامی سطح پر اسلامی مالیاتی ماڈلز کو پیش کیا جائے۔

اسلامی معاشی نظام کے ممکنہ چیلنجز:

1) اسلامی معاشی نظام پر عمل درآمد کا شدید فقدان
2) سودی نظام کا عالمی غلبہ
3) اسلامی مالیاتی اداروں کی کمی یا کمزور حیثیت

[50] Abdul Ḥamīd, *Islāmī Ma'āshiyat*, 111–113.

4) شرعی اصولوں کی جدید تقاضوں سے ہم آہنگی کا چیلنج

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* ‘Abdul Ḥamīd. *Islām kā Taṣawwur-e-‘Adl*. Lahore: Monthly International Tarjuman-ul-Qur’an, 1437 AH/2016.
* ‘Abdul Ḥamīd, Muḥammad ‘Aẓmat, and Muḥammad Akram. *Islāmī Ma‘āshiyat*. Lahore: Ilmī Kutub Khāna, 1400 AH/1980.
* Afghānī, Shams al-Ḥaq. *Sarmāyadārānah aur Ishtirākī Niẓām kā Islāmī Ma‘āshī Niẓām se Muwāzana*. Kohāt: Idāra al-Buḥūth wa ad-Da‘wa al-Islāmiyya, 1400 AH/1980.
* Aḥmad, Awṣāf. *‘Ilm-e-Ma‘āshiyat aur Islāmī Ma‘āshiyat*. New Delhi: IFA Publications, 1400 AH/1980.
* Calhoun, Craig. *The Dictionary of Social Sciences*. Oxford: Oxford University Press, 1443 AH/2022.
* Chīma, Ghulām Rasūl. *Islām kā Ma‘āshī Niẓām*. Lahore: ‘Ilm-o-‘Irfān Publishers, 1400 AH/1980.
* Chīma, Ghulām Rasūl. *Islām kā Ma‘āshī Niẓām aur Ma‘āshī Naẓriyāt*. Lahore: Ilm-o-‘Irfān Publishers, 1400 AH/1980.
* Ibn Khaldūn, ‘Abdur Raḥmān. *Muqaddimah Ibn Khaldūn*. Lahore: Nafīs Academy, 1400 AH/1980.
* Iṣlāḥī, ‘Abdul ‘Aẓīm, and Awṣāf Aḥmad. *Ma‘āshī Masā’il aur Qur’ānī Ta‘līmāt*. Alīgaṛh: Idāra ‘Ulūm al-Qur’ān, 1400 AH/1980.
* Mawdūdī, Abū al-A‘lā. *Ma‘āshiyat-e-Islām*. Lahore: Islamic Publications, 1400 AH/1980.
* Qurayshī, Muḥammad Ḥusayn. *Islāmī Ma‘āshiyat*. Peshawar: Al-‘Ilm Publishing Services, 1400 AH/1980.
* Ṣiddīqī, Muḥammad Na‘īm. *Islām aur Jadīd Ma‘āshī Taṣawwurāt*. Lahore: Maktaba Dāniyāl, 1400 AH/1980.